خالد محمود رانا

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبۂ اردو، جامعہ کراچی

سچل سرمست کی اردو غزل
(سیاسی وادبی رجحانات)

Abstracts

Urdu Poetry (Ghazal) of Sachal Sarmast (Political & Literary Trends)

By Khalid Mahmood Rana, PhD., Scholar, Department of Urdu, University of Karachi.

Sachal Sarmast, a prominent poet of seven languages, holds a meritorious position in URDU GHAZAL in Sindh. Sachal Sarmast has introduced the classic way of Ghazals in Sindh. Besides this, he was a prominent poet of seven languages. His main work was on WAHDAT-UL-WAJOOD and other literary trends, which showed his tremendous capabilities and expression of his thought in Urdu and other languages.

Talpurs and Kalhora dynasty gave him due respects and full opportunities to preach & grow the Sufi-ism in Sindh.

Among Sufis Sachal Sarmast was the shining star of Sufi-ism & poetry in Sindh. He played a vital role in developing the Ghazal in Sindh by comparing the Deccan & Delhi dynasties of Urdu poetry. His political thoughts were not against the rulers of Sindh.

Keywords: Sachal Sarmast, wahdat-ul-wajud, Talpurs, Kalhora, Sindh, Urdu Ghazal,

وادی مہران کی خوش نصیبی ہے کہ اس کے دامن میں تصوف کے انمول موتیوں نے جنم لیا جیسے شاہ

عبداللطیف بھٹائی اور حضرت سچل سرمست، لعل شہباز قلندر، شاہ عنایت شہید اور سیکڑوں صوفیائے عظام شامل ہیں۔ سندھ کی سرزمین تصوف کے لحاظ سے بہت خوش قسمت رہی ہے صوفی ازم کے پرچار کے حوالے سے سندھ کی خدمات اعلیٰ مقام کی حامل ہیں ایک محتاط اندازے کے مطابق سندھ کے تاریخی قبرستان مکلی میں ۱۵۰۰۰ صوفیۂ عظام آرام فرما ہیں۔"[۱]

صوفی ازم کے زیرِ اثر تخلیق ہونے والا ادب بھائی چارے، محبت و اخوت کا پرچارک ہے یہی وجہ ہے کہ سندھ کا صوفی ادب اپنی مثال آپ ہے۔

سندھ کے ممتاز صوفی شعراء حضرت لعل شہباز قلندر، شاہ عبداللطیف بھٹائی اور سچل سرمست کے ہاں حسن، عشق، سرشاری و مستی کے ساتھ اس دور میں پیش آنے والے واقعات و حالات کا اثر بھی ملتا ہے جن سے ان کے کلام میں سیاسی و ادبی رجحانات کا پتا چلتا ہے چونکہ موضوعِ سخن سچل سرمست کی اردو غزل میں سیاسی و ادبی رجحانات کا جائزہ ہے لہٰذا آئندہ سطور میں توجہ سچل سرمست کی شاعری پر مرکوز رہے گی۔

سچل سرمست کا دور کلہوڑا اور تالپور حکمرانوں کا دور ہے یہ دور مذہبی انتہا پسندی کا دور تھا۔ سچل سرمست کا نام عبدالوہاب رکھا گیا جو آپ کے دادا کا نام تھا۔ آپ کا سن پیدائش ۱۱۵۲ھ بمطابق ۱۷۳۹ء ہے۔ آپ اپنے خواص کی وجہ سے سچل، سچے ڈنہ اور سچو کے نام سے مشہور ہیں[۲] سچل کی جائے پیدائش درازا شریف ہے جو ریلوے اسٹیشن رانی پور سے شمال میں ہے۔ یہ علاقہ ضلع خیر پور میرس سندھ میں شامل ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب فاروقی ہے جو کئی واسطوں سے حضرت عمر بن خطاب سے ملتا ہے آپ کے والد محترم میاں صلاح الدین کا انتقال ۱۱۵۸ھ (۱۷۴۵ء) میں ہو گیا تھا۔[۳] اس وقت سچل کی عمر چھ سال تھی بچپن میں ہی سر سے سایہ پدری رخصت ہوا۔ آپ کی پرورش آپ کے چچا خواجہ عبدالحق نے کی جو آپ کے مرشد اور سسر بھی تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم عبداللہ قریشی صدیقی کے ہاتھوں ہوئی جہاں آپ نے قرآن پاک حفظ کیا جبکہ دیگر مدارج خواجہ عبدالحق کے ہاتھوں انجام پائے۔ خواجہ عبدالحق نے سچل سرمست کو خرقہ خلافت عطا کیا یوں سچل سرمست طریقت کے منصب اعلیٰ پر سرفراز ہوئے۔[۴]

آپ فاروقی خاندان کے چشم و چراغ تھے لہٰذا فاروقی کہلائے آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمرؓ ابن الخطاب سے ملتا ہے۔

سچل سرمست کا سلسلہ ایک خانقاہی سلسلہ تھا جو آج بھی تک پورے زور و شور سے جاری ہے۔ سچل کے پیروکار آج بھی ان کی کافیاں، بیت، دوہے اور سہ حرفیاں بڑے اہتمام سے محفل موسیقی اور تحت اللفظ بیان کرتے ہیں۔ سچل کا اردو کلام بھی سندھی اور سرائیکی اور دیگر زبانوں کی مانند منتشر ہے۔ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کے مطابق "اس

کا کچھ حصہ ہی جمع ہو سکا ہے ''حکیم محمد صادق مرحومہ رانی پوری نے سچل سرمست جو سرائیکی کلام'' کے آخر میں ۵۰ غزلیں شامل ہیں۔ سچل سرمست کی ان پچاس غزلوں پر ان کی اردو شاعری کی عمارت استوار نظر آتی ہے۔ یہ عمارت ان کے نظریے اور ان کی شعری اکائیوں پر قائم ہے وہ اپنے عہد کے شعور اور احساس زندگی کو اپنے شعری جذبات میں ڈھالنے پر قادر نظر آتے ہیں اور یہ قدرت ان کے اظہاریئے میں حسن و عشق کی گزارشات و نگارشات اور جمالیات سے خالی نہیں ہیں۔ سچل کا ذاتی تجربہ اور سچا مشاہدہ نیز گہری ریاضت ان کی شاعری کی بنیاد ہے جس میں انسانی جذبے اور خوابوں کے سفر کی سچائی ملتی ہے۔

سچل سرمست کی تربیت اس انداز میں ہوئی کہ آپ دنیاوی لہو و لعب سے دور رہے شراب، بھنگ، حقہ یا چلم اور نسوار کے نزدیک تک نہ گئے ایک پاکباز اور راست زندگی گزاری خاموشی، صبر اور فکر ان کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ سچل سرمست نے تصوف کے انداز میں یادگار کلام فارسی، اردو، پنجابی، سرائیکی، بلوچی، عربی اور سندھی زبانوں میں بطور ادبی اثاثہ چھوڑا ہے۔ سچل کے عہد میں مرکزی طور پر کلہوڑوں کی حکومت تھی۔ کچھ ہی سالوں بعد تالپوروں کا عہد شروع ہوا کلھوڑا اور تالپوروں کا عہد انگریز سرکار نے سندھ کو فتح کیا۔ سندھ کی آزادی سلب کرلی نادر شاہ کے حملے اور احمد شاہ ابدالی بھی اس دور کی یادگار ہیں سچل کی شاعری میں نادر شاہی حملوں کا ذکر، تاسف کے ساتھ ملتا ہے جبکہ شاعری میں نعرہ منصوری منصور حلاج سرمد شاہ عنایت شاہ شمس فرید الدین عطار مولانا روم مولانا جامی بلھے شاہ کے افکار کا تذکرہ ملتا ہے۔

سچل سرمست کی تصانیف کا جائزہ

سچل سرمست اپنے زمانے کے کثیر اللسان شاعر تھے جنھوں نے نہ صرف اپنے عہد کی روایتوں اور سماج کو ذریعہ اظہار بنایا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے ملکوں کے کلاسیکی موضوعات اور صوفیانہ روایتوں کو اپنے کلام میں جگہ دی۔[۵] سچل نے اپنے کلام میں حقیقت کو اولیت دی ہے وہ کسی مفروضے پر یقین رکھنے کے بجائے اپنی ذات کے عرفان کو ترجیح دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کلام میں وسعت خیال اور سچائی ملتی ہے اور کیوں نہ ملے آپ کا ایک لقب ''سچو'' بھی ہے۔ سچل سائیں کثیر اللسانی شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ کثیر کثیر التصانیفی شاعر تھے ذیل میں آپ کی تصانیف کی فہرست دی جاتی ہے۔[۶]

۱۔ سندھی بیت، کافیاں اور دوہے

۲۔ سرائیکی کافیاں اور دوہے

۳۔ غزلیات اردو
۴۔ مرغ نامہ (سندھی)
۵۔ وحدت نامہ (سندھی)
۶۔ مقتل نامہ (سندھی)
۷۔ جھولنا اور گھڑولیاں (سرائیکی)
۸۔ مراثی (سندھی)
۹۔ دیوانِ آشکار (فارسی)
۱۰۔ رازنامہ (فارسی)
۱۱۔ وحدت نامہ (فارسی)
۱۲۔ رہبر نامہ (فارسی)
۱۳۔ عشق نامہ (فارسی)
۱۴۔ گدازنامہ (فارسی)
۱۵۔ وصیت نامہ (فارسی)
۱۶۔ تارنامہ
۱۷۔ ساقی نامہ (فارسی)
۱۸۔ بحر طویل (فارسی)

جھولنا سچل سائیں کی سندھی تصنیف ہے جو سسی پنہوں کی داستان سے وابستہ ہے جبکہ بحر طویل کے متعلق رائے ابھی واضح نہیں ہے سچل سائیں کی تصانیف اس بات کی گواہی دے رہی ہیں کہ انھوں نے زندگی کے ہر ایک موضوع پر قلم اٹھایا اور ادب کی دنیا میں گراں قدر اضافہ فرمایا۔

کوئی بھی تخلیق کار شاعر ہو یا نثر نگار اپنے اسلوب کی شناخت رکھتا ہے۔ یہ اسلوب اس کے رجحانات سے سامنے آتا ہے شاعری میں رجحانات کا تعلق ذاتی مشاہدات، تجربات، تجزیات، خیالات و افکار نیز عمیق مطالعے کا مرہون منت ہے۔ سچل سرمست کی ذاتی زندگی ان کی بود و باش جوانی اور عمر رفتہ اس انداز میں گزری کہ ہر ایک قدم اللہ کی خوشنودی کے لیے اٹھا ان کے سامنے زندگی اور آخرت کے حقائق جو معارف تھے یہی وجہ ہے کہ سچل سائیں عرفان نفس حاصل ہوا اور انھوں نے دنیاوی زندگی سے بالا ہو کر سوچا۔ سچل نے اپنی شاعری کے رجحانات میں عرفانِ نفس اور عرفانِ ذات کے منازل کا حل ڈھونڈا۔ سچل سرمست کا اسلوب ان کا اپنا وضع کردہ ہے حالانکہ ان کا

دور سندھ کے مشہور شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی کے دور سے قریب تر ہے مگر سچل کے ہاں شاہ صاحب کی کوئی چھاپ یا نقل نہیں ملتی۔ سچل نے اپنے افکار کے ذریعے ایک نئی راہ متعین کی کافیاں، دوہے، سہ حرفیاں فارسی اردو سندھی کلام میں ہر قدم پر نئی جہات ملتی ہیں، ان کے کلام میں ان کے درونِ ذات کا سوز و گداز نمایاں ہے۔ یہ نظریہ سقراط کے مشہور جملے اپنے 'آپ کو پہچانو اپنے نفس کو پہچانو' کے عین قریب تر ہے۔

سچل سرمست کے شعری رجحانات کے حوالے سے اس دور کے سیاسی حالات کا بڑا دخل ہے۔ وہ دور کلہوڑا اور تالپوروں کا دور تھا اس دور میں نظریات کی انتہا پسندی اور مذہبی منافرت بہت زوروں پر تھی۔ سچل کی شاعری میں یہ کرب نمایاں ہے مگر ان کا کردار ایک مصلح کا رہا ہے، انھوں نے اپنی شعری، مذہبی اور شعوری فکر سے سندھ کی دھرتی میں بھائی چارے، امن اور صلح کا پیغام دیا تھا۔ سچل کے شعری رجحان و انداز میں جو کرب تھا وہ ان کی اہلیہ جو عین عالم شباب میں انتقال کر گئیں کے سبب بھی تھا۔ نیز اولاد سے محرومی نے بھی افکار پر گہرا اثر ڈالا۔ ایک اور اہم شعری اور مذہبی رجحان وحدت الوجود کے حوالے سے ان کی بے باکی ہے جس کے باعث کفر کے فتووں کا سامنا بھی کرنا پڑا، غرضیکہ سچل کی شاعری میں دنیاوی، اخروی، سماجی، معاشی، سیاسی، ادبی، استحصالی، دین سے محبت کے رجحانات اردو کے علاوہ دیگر زبانوں میں شاعری میں کثرت سے ملتے ہیں اس مضمون میں ہم سچل کی شاعری میں سیاسی وادبی رجحانات کا جائزہ لیں گے۔

سچل سرمست کے عہد میں سیاسی رجحانات

سچل سرمست کے عہد میں ہمیں کلہوڑوں، تالپوروں اور انگریزی سامراج کا عمل دخل ملتا ہے جن میں نادر شاہ کے سندھ پر حملے اور احمد شاہ ابدالی کی یورشیں شامل ہیں گو کہ سچل سرمست ایک گوشہ نشین بزرگ تھے مگر افکار ان حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے لہٰذا کلام پر ذیل کے اثرات و رجحانات ملتے ہیں:

ا۔ وحدت الوجود کا نظریہ اور انا الحق

سچل سرمست کے افکار میں وحدت الوجود کو اہم مقام حاصل ہے سچائی اور حق کی تلاش سچل کی زندگی کا نصب العین تھا۔ اس سفر میں خود شناسی خود آگاہی پہلا زینہ ہے جسے انسان اپنی ذات میں تلاش کرتا ہے۔ وحدت الوجود صوفی ازم کا ایک زینہ ہے یا عقیدہ کہہ لیں، اس بات کا یقین کہ بظاہر نظر آنے والے نظارے دراصل اللہ کی ذات کا مظہر اور عکاس ہیں اور یہ خالق حقیقی کے وجود کا حصہ ہیں۔ نظریہ وحدت الوجود میں خالق و مخلوق کو جدا نہیں

سمجھا جاتا۔ فقہا اسے قرآن و سنت کے منافی قرار دیتے ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے ابن عربی کو کافر قرار دیا ہے۔ عصر حاضر کے مستند عالم دین علامہ محمد یوسف بنوری کے مطابق "وحدت الوجود کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اس کائنات میں حقیقی اور مکمل وجود صرف ذات باری تعالیٰ کا ہے اس کے سوا ہر وجود بے ثباتی، فانی اور نامکمل ہے ...کائنات میں حقیقی اور مکمل وجود اللہ تعالیٰ کا ہے باقی ہر وجود نامکمل اور فانی ہے۔"(۷)

سچل فرماتے ہیں:

مری آنکھوں نے اے یارو عجب اسرار دیکھا تھا
میانِ ابر اس خورشید کا دیدار دیکھا تھا(۸)

یہی رنگ میر تقی میر کے یہاں ملاحظہ ہو:

تھا مستعار حسن سے اس کے جو نور تھا
خورشید میں بھی اس کا ہی ذرہ ظہور تھا(۹)

کبھی منصور بن کر خود کو سولی پر چڑھایا ہے
زلیخا بن کے یوسف کو مصر کا والی بنایا ہے(۱۰)

مندرجہ بالا شعر اس بات کا غماز ہے کہ ہر ایک صورت حال میں مشیت ایزدی شامل ہے جو ہوتا ہے اللہ کی رضا سے ہوتا ہے ایک بندہ خدا سولی پر چڑھ گیا جبکہ دوسرا جو ایک پیغمبر کا درجہ رکھتے ہیں۔ واقعہ عزیزِ مصر، زلیخا اور پھر اسے منصب بادشاہی عطا کیا یہ سب اللہ کی رضا ہے۔

ذکر منصور حلاج:

سولی اوپر چڑھ رہا تھا منصور درد و غم سے
پی کر شراب مستی خونی خمار ہونا(۱۱)

کہا اک بار اس نے بالیقیں کلمہ اناالحق کا
رہِ اسرار میں منصور کو بردار دیکھا تھا(۱۲)

کہہ کر انا الحق شوق سے منصور سولی پر چڑھا
اس وقت سے میں ہوں "سچل" طالب اسی خمار کا[۱۳]

سچل سرمست کے اردو کلام میں جابجا منصور حلاج کا ذکر ملتا ہے جس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سچل سائیں انا الحق کے نعرے سے اتفاق کرتے تھے اور اپنی ذات میں فنا ہونے کو ترجیح دیتے تھے۔ سندھ کی سیاست پر نادر شاہی، احمد شاہ ابدالی اور انگریزوں کی یورش سے متاثر تھے مگر اس کا اظہار منصور۔ ملائی۔ فلاطوں سے کنایات سے کیا ہے۔

پس ایک حساس انسان کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ وہ اپنے عصری حالات سماجی محرکات اور سیاسی یورشوں سے متاثر ہو یہی اثرات سچل سائیں کے افکار اور شاعری میں بکثرت ملتے ہیں سچل کے اردو کلام میں ان کا ذکر کم ہے جبکہ سندھی سرائیکی کافیوں اور دوہوں میں ان کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔

سچل سرمست کے کلام میں ادبی رجحانات

سچل سرمست کی اردو شاعری میں دستیاب کلام پچاس غزلیات پر مشتمل ہے جسے صادق محمد رامپوری نے ترتیب دیا ہے۔[۱۳] اس کلام کے متعلق ڈاکٹر وفا راشدی فرماتے ہیں کہ "ان کا یہ اردو کلام کہیں میر تقی میر اور کہیں خواجہ میر درد کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے جہاں تک سندھی و سرائیکی شاعری کا تعلق ہے وہ تو شاہ لطیف کا کوئی دوسرا روپ ہے لیکن اردو کلام خواجہ میر درد سے ہم آہنگ ہے زبان و بیان کے اعتبار سے سچل میر و درد سے قریب ہیں ان کا اسلوب و طرز ادا وہی ہے جو درد کا ہے۔"[۱۴]

سچل کی اردو، فارسی، سندھی، سرائیکی شاعری میں جو رجحانات ملتے ہیں ان میں عشق حقیقی، رنگِ تغزل، حزن و ملال، یاسیت، ہجر و فراق، شکوہ شکایت، رومانویت، سرشاری اور باغیانہ پن اہم ہیں۔ سچل نے اپنے کلام میں اس فانی دنیا کو بے لذت سمجھا ہے اور اپنے طالبوں کو بھی یہی درس دیا ہے کہ یہ دنیا فانی ہے آخر یمنزل محبوب سے ملنا ہے اور محبوب سوہنا رب ہے وہ اپنی قلبی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

جب نور تجلی کی، سارا طور جلا دیا
اس دل کی گلی میں، اوئی چمکار دیکھا تھا[۱۵]

مذکورہ بالا شعر سچل سرمست (تاریخ، تصوف اور شاعری) میں ملتا ہے جبکہ یہی موضوع رسالو سچل

سرمست، مولانا حکیم محمد صادق رانپوری میں یوں ملتا ہے:

جلایا طور سینا کو تھا جس نور تجلی نے
ترے کوچے میں اس انوار کو اظہار دیکھا تھا(۱۶)

سچل کے اردو کلام میں بھی ان کا عارفانہ وجدان کے ساتھ رنگ تغزل ملتا ہے یہ رنگ تغزل زلف و رخسار، عارض و گیسو سے نہیں کھیلتا بلکہ مجاز کے بجائے عشق حقیقی کو اشارات و کنایات کے ساتھ ببانگ دہل اعلان کرتے ہوئے صوفیانہ رنگ کو آشکار کرتا ہے۔

سچل کی شاعری میں پند و نصائح

سچل ایک سچے اور توکل پرست انسان تھے وہ خود تو مایوسی میں مبتلا نہ ہوئے مگر اپنے ارد گرد کے حالات سے متاثر ہو کر انھوں نے انسانوں کو آخرت کی بھلائی کی طرف راغب کیا اور نافرمانوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا تا کہ لوگ راہِ راست پر آجائیں۔

بہتر ہے ایسی زندگی، بن عشق ہے شرمندگی
بن عشق ہے شرمندگی، بہتر ہے ایسی زندگی(۲۳)

بلبل نے یہ بتایا اے عشق بے بہرہ
اس باغ میں نہیں ہے میرے لیے نگاراں(۲۴)

سچل سرمست کی شاعری میں حزن و ملال

ہر ایک ذی شعور انسان کی زندگی میں خوشیاں، مایوسیاں اور رنج و الم آتے ہیں مگر ایک شاعر یا تخلیق کار پورے معاشرے کا ترجمان ہوتا ہے سچل کے ہاں ذاتی حزن و ملال بھی ہے اور عصری بھی۔

ایسی نہ تھی امید، یہ دلبر نے کیا کیا؟
دل کو دلاسا دے کے وہ دلبر چلا گیا(۲۵)

اے دوست تو آتا نہیں میری شفا کے واسطے
اس درد میری کسی دوا آنا ترک اک پل ہوا[۲۶]

سچل سرمست کے حزن و ملال میں دائمی رنج و غم کے بجائے عصری رنج و غم ہے۔ وہ ہر ایک غم میں اپنے مرض کی دوا جانتے ہیں اور حزن و ملال کی کیفیت کو محبوب سے ملنے کا زینہ گردانتے ہیں اور اس حالت میں بھی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ ذیل میں رنگ تغزل عارفانہ انداز میں ملاحظہ ہو:

رنگ تغزل

دلبر کے در پر میں تو دیوانہ ہورہا ہوں
یارو میں دو جہاں سے بیگانہ ہورہا ہوں
یہ عقل فہم اس کے دیدار نے اڑایا
زلفوں کے پیچ و خم میں مستانہ ہورہا ہوں
آئے گا جوں وہ دلبر تیروں کی ہوگی بارش
سینہ سپر ہے سچل نشانہ ہورہا ہوں[۱۷]

آنکھوں میں جادو ہے تیری لوٹا ہے تو نے دل مرا
ہے زلف کی وہ پیچ میں، اس پر سچل یہ دام ہے[۱۸]

تو اتنی بے نیازی دلبر نہ کر سچل سے
کیا اس گلی میں میری تو نے گزر کیا ہے[۱۹]

جبکہ ڈاکٹر علی نواز شوق کی تصنیف میں یوں ملتا ہے:

اتنی بے نیازی یار نہ کر سچل سے
اس کی گلی میں تم نے ایک دن گزر کیا ہے[۲۰]

محبوب کا ذکر تغزل کو دوبالا کر دیتا ہے:

آنکھوں میں اس کی کاجل ہاتھوں پہ اس کے لالی
پیتا ہے خوب بھر بھر، وہ جام پرتگالی(۲۱)

سرخی لال لبوں پر اس کے رخ بھی ہے خواب نما
جس نے دیکھا مست ہوا، مدہوش ہوا، میخوار ہوا(۲۲)

ہجر و فراق: سچل کا ہجر و فراق بھی حقیقی ہے وہ اپنے رب کو محبوب مانتے ہیں وہ دنیاوی حسن و جمال کو رب ذوالجلال کے نور کا پر تو سمجھتے ہیں اور مجاز کو سامنے پاکر اپنی سوچ کو ابدی رخ پر موڑ دیتے ہیں:

تیرے فراق سے میں دیوانہ بن چکا ہوں
مجھ کو ہوئی ہے حاصل الفت میں جگ ہنسائی(۲۷)

اور یہ حقیقت کے قریب تر ہے کہ سچل کا کلام صرف شاعری نہیں ہے رشد وہدایت ہے، نہی عن المنکر ہے، زندگی کے زرین اصول ہیں جوان کی زندگی کے تجربات سے عبارت ہیں:

مجھ کو تو مارا ہجر نے، کہتا ہے تو آ پڑھ کتاب
گھر میرے اس محبوب کی آمد کا انجام ہے(۲۸)

انجام سندھی اور سرائیکی میں مستعمل جس کا مطلب ''وعدہ'' ہے۔ سچل سرمست کا کلام عرفان سے بھرپور ہے۔ عرفانِ خودی یا عرفانِ ذات میں ہم کلامی اور شکوہ کو اہم مقام حاصل ہے کیونکہ یہ دل کی آواز ہوتی ہے۔ سچل نے اپنے ہم عصروں کو دین، تصوف کا درس دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنے دل کا حال بیان کیا ہے جو ایک سچائی اور حقیقت ہے اور سچائی ایک گفتگو کی صورت میں اثر آفرینی رکھتی ہے:

کروں میں کسی کو بھلا اپنے حال سے آگاہ
ترے ہی درد سے قصہ مرا تمام ہوا(۲۹)

کس کو میں سناؤں وہ یار ہے خیالی
پوچھے نہ حال میرا کیوں دوست لااُبالی(۳۰)

اس حال کی اپنے خبر کس کو سناؤں اے صنم
جنجال ہے یہ زندگی مرنا ہی میرا کام ہے(۳۱)

رومانویت

تغزل، حزن و ملال، ہجر و فراق، شکوہ شکایت یہ تمام رومانویت کے عناصر ہیں۔ اگر یہ تمام رومانویت کے ستون ہیں تو رومان پرور ماحول دوآتشہ ہو جاتا ہے تصوف اور عرفان کی منزلیں عشق و محبت سے ہو کر گزرتی ہیں۔ اب یہ تصوراتی ہوں یا حقیقی سب دکھی انسانیت کی پکار بن جاتی ہیں۔ یہ سب ذاتی وجدان کا اظہار ہے محبت کے طلسمات ہیں۔ عشق کی فسوں کاری ہے۔

دوچار دن کا میلہ دوچار دن کی فراقی
سیکھی کہاں سے تو نے یہ رسم آشنائی(۳۲)

اس کو خبر نہیں ہے اس عشق کی اے یارو
جو شخص ہے یہ کہتا معشوق بے وفا ہے(۳۳)

سرشاری

سچل سرمست کی شاعری کا ایک اہم عنصر بے خودی اور سرشاری ہے۔ سرمست کی مستی ان کا خاصہ ہے جو ان کے اردو کلام کے علاوہ دیگر زبانوں کی شاعری میں ایک خاص رنگ پیدا کرتا ہے، جو ان کے ہم عصر شعراء میں خال خال ملتا ہے۔ یہ سرشاری تصنع یا مبالغہ آرائی سے پاک ہے۔ ذیل کا شعر ملاحظہ ہو:

منصور ہو یا سرمد ہو صنم یا شمس الحق تبریزی ہو
اس تیری گلی میں اے دلبر، ہر ایک کا سر قربان ہوا(۳۴)

زلف ہے زنجیر ظالم، دام بر عاشقاں
جو پھنسا اس دام میں، اس کا وہاں مدفن ہوا(۳۵)

میری یہ جان قربان ہے دلبر ترے دیدار پر
واقف ہے میرے حال سے تو خوش لقا و خوب تر[۳۶]

باغیانہ پن

عشق کی کوئی حد نہیں ہوتی کوئی قید نہیں ہوتی عشق مقید نہیں رہ سکتا، عشق میں آگ، بجلی، آندھی سب روا ہیں، اس باغیانہ پن میں ایک جمالیاتی حسن ہے یہ حسن و عشق کے تجربات کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کے خلاف بغاوت ہے یعنی محبوب تک پہنچنے کے لیے راہ ہموار کرنے کی سعی ہے:

ہاتھ پر میرے لہو تھا عاشقوں کے قتل پر
سر دیا جس نے اسے حاصل مرا درشن ہوا[۳۷]

قاضی نہیں مفتی نہیں ملّا نہ ہوں میں محتسب
ملحد و کافر رہوں، نے صاحب ایمان ہوں[۳۸]

سچل سرمست نے اپنے کلام میں شکوہ شکایت بھی اپنے محبوب کی خوشنودی کے لیے اپنائی ہے وہ خود کو فنا کر کے عشق میں سرفرازی چاہتے ہیں۔

تاریخی واقعات

سچل سرمست نے اپنے محبوب کی تلاش میں سچ کا سہارا لیا اور عشق حقیقی کی منزل کو پالیا۔اس سفر میں ان کی سچائی اور سادگی ملال اور محرومی کے ساتھ چلتی رہی وہ آنکھیں بند کر کے محبوب کے فراق میں آنسو بہاتے رہے ۔ سچل کا کلام ان کی ذات کے حصار میں قید نہیں رہا بلکہ عشق، حسن و سرمستی کی دنیا میں گھوم آیا ذیل کے اشعار میں ان کے افکار ملاحظہ ہوں:

کبھی فرعون یا موسیٰ چڑھا خود طور سینا پر
کبھی کافر، کبھی ملحد کبھی وہ اولیا ہوگا[۳۹]

کبھی یعقوب اور یوسف کبھی عاشق زلیخا ہے
کبھی ہے مصر میں بکتا، کبھی خود بادشہ ہوگا[۴۰]

زلیخا کی تمنا اور طلب کو دیکھ کر بکنے
گلی میں مصر کی وہ دوست از کنعاں آیا[۴۱]

سچل سرمست ملاؤں کے قول و عمل میں تضاد ان کے ظاہری و باطنی طرزِ عمل میں امتیاز کا مذاق اُڑاتے ہیں ان کے دیے ہوئے سبق کو عالمِ انسانیت کے لیے رجعت پسندی کا درس سمجھتے ہیں۔[۴۲]

حضرت سچل سرمست نے ریاستی، سیاسی اور فقہی اختلافات کو احسن انداز سے حل کروایا۔ سچل نے سیاسی منافرت پھیلانے والے علما کے خلاف اپنی شاعری کے ذریعے تحریک چلائی۔ یہ موضوع سندھ کی شاعری میں نیا تھا اس لیے بہت جلد مقبولیت حاصل کر گیا۔ اس صورتحال نے ان کے خلد و احساس میں فلسفہ تصوف کو انتہائی مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔

سچل سرمست نے کلہوڑہ اور تالپوروں کے عہد میں جو سازشوں سے بھرپور تھا، جس میں انتشار و اضطراب کا دَور دورہ تھا۔ سچل نے اپنی شاعری کے ذریعے سماجی، مذہبی اور سیاسی مسائل کا حل نکالا اور کامیاب رہے۔[۴۳]

سچل سرمست کی اردو شاعری میں سیاسی رجحان تصوف کے انداز میں ملتے ہیں وہ کسی دنیاوی بادشاہ سے شکوہ نہیں کرتے ہمیشہ عشق حقیقی میں رب یعنی اپنے محبوب سے مخاطب ہوتے ہیں سچل کے کلام میں ایک اہم ستون عرفان ذات ہے جو ہمیں عرفان حق کی راہ دکھاتا ہے۔ اس عرفان حق کی راہ میں حسن و عشق، ہجر و فراق، وصالِ یار اور عشقیہ خود کلامی ایک ایسا رنگ پیدا کرتی ہے جو سچل سرمست کو حسن عشق پیار میں مستی اور سرشاری کی منزل پر مسند نشیں کرتی ہیں۔

سچل کی سندھی اور سرائیکی کلام میں بہت وسعت ہے ان کی کافیاں مختلف راگوں میں ہیں ان میں عارفانہ سرمستی عشق کی سرشاری کا رنگ۔ سندھ کی لوک داستانوں کو رشک آمیز اور والہانہ بنا دیتا ہے۔ سچل سرمست کی اردو شاعری میں دکنی رنگ، ہندوی کے ساتھ سندھی اور سرائیکی کے لہجے شامل ہیں ان زبانوں کی آمیزش سے سچل سرمست کا کلام عام فہم کے درجے میں آجاتا ہے۔

سچل کے فارسی کلام میں بھی عارفانہ سرمستی اور سرشاری کا جادو ان کے کلام کو فکر کی بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے جس میں کلام کا حسن جذبات کی صداقت اور محبوب کی تلاش ہمیں عرفان ذات سے آگہی دیتی ہے۔

سچل سرمست کے کلام پر تحقیق جاری ہے، ابھی بہت سے گوشے مخفی ہیں کچھ کلام سچل سرمست نے خود ضائع کر دیا تھا اور سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے ہوئے معدوم ہو گیا محققین کے مطابق ابھی بھی سچل سرمست کے کلام کا

ایک ضخیم حصہ کہیں مخزونہ کے طور پر مخفی طاقتوں میں دنیا کی نظروں سے نہاں ہے۔

سچل سرمست کی اردو شاعری اس دور کے اردو شعرا کے ہم پلہ وحدت الوجود کی صورت میں عرفان ذات نمایاں ہے جبکہ ادبی رجحانات حسن و عشق سرمستی و سرشاری میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ان کا کلام اپنے معاصرین اردو شعرا قائم چاندپوری، میر تقی میر اور خواجہ میر درد کے اصناف سخن سے مطابقت رکھتا ہے اور بلاشبہ ان کے کلام ان شعرا کے ہم پلہ ہے سچل کا کلام وسعت نظری وسیع القلبی اورانسان دوستی کا ایک عظیم شاہکار ہے یہاں یہ بات بھی صادق آتی ہے کہ گیارھویں صدی ہجری سچل سرمست کی صدی تھی جس میں انسان پر اسرار و معرفت کے جوہر پوری تابانی کے ساتھ کھلے تھے۔

حواشی

۱۔ این میری شمیل، پریس فرام انڈس، جامشورو سندھ، سندھ ادبی بورڈ سال اشاعت ۱۹۸۶ء، ص ۱۵۰
۲۔ نوازش علی شوق، حضرت سچل سرمست عظیم شاعر و مفکر محکمہ ثقافت، حکومت سندھ جولائی ۲۰۱۲ء، ص ۱۱
۳۔ لاشاری رشید احمد، سچل سرمست، محکمہ ثقافت، حکومت سندھ جولائی ۲۰۱۳ء، ص ۳۱ (حاشیہ)
۴۔ ایضاً، ص ۴۵
۵۔ مہر خادم، ڈاکٹر، سچل سرمست کی شاعری پر انسان شناسی واریوں کیفیتوں، محکمہ ثقافت، حکومت سندھ کراچی سال اشاعت ۲۰۱۶ء ص ۱۴
۶۔ لاشاری رشید احمد، سچل سرمست، محکمہ ثقافت، حکومت سندھ جولائی ۲۰۱۳ء بار دوم ص ۷۸
۷۔ تھانوی حضرت حکیم الامت قدس سرہ شریعت وطریقت مکتبہ معارف القرآن کراچی جلد ۱۔۶۶، ص ۳۲۰
۸۔ صادق محمد رانپوری حکیم مولانار سالو سچل سرمست، سندھ ادبی بورڈ جامشورو حیدرآباد سندھ، سال اشاعت ۲۰۱۲ء بار سوم ص ۴۴۵
۹۔ عبدالحق مولوی، انتخاب کلام میر، انجمن ترقی اردو پاکستان سال اشاعت ۲۰۰۹ء، ص ۳۱
۱۰۔ صادق محمد رانپوری حکیم مولانار سالو سچل سرمست، سندھ ادبی بورڈ جامشورو حیدرآباد سندھ، سال اشاعت ۲۰۱۲ء، بار سوم ص ۴۴۵
۱۱۔ ایضاً، ص ۴۴۸
۱۲۔ ایضاً، ص ۴۶
۱۳۔ ایضاً، ص ۴۷
۱۴۔ راشدی وفا، ڈاکٹر، مہران نقش، مکتبہ اشاعت اردو، کراچی، ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء بار اول، ص ۹۷
۱۵۔ نواز علی شوق، ڈاکٹر، سچل سرمست (تاریخ، تصوف اور شاعری) شائع کردہ محکمہ ثقافت سندھ، ستمبر ۲۰۰۹ء، ص ۱۱۰
۱۶۔ صادق محمد رانپوری حکیم مولانار سالو سچل سرمست، سندھ ادبی بورڈ جامشورو حیدرآباد سندھ، سال اشاعت ۲۰۱۲ء بار سوم ص ۴۴۵
۱۷۔ ایضاً، ص ۴۶۔۴۶۵

۱۸۔ ایضاً، ص ۴۷۶
۱۹۔ ایضاً، ص ۴۷۵
۲۰۔ نواز علی شوق، ڈاکٹر، سچل سرمست (تاریخ، تصوف اور شاعری) شائع کردہ محکمہ ثقافت سندھ، ستمبر ۲۰۰۹ء، ص ۴۷
۲۱۔ صادق محمد رانپوری حکیم مولانار سالو سچل سرمست، سندھ ادبی بورڈ جامشورو حیدرآباد سندھ، سال اشاعت ۲۰۱۲ء بار سوم ص ۴۷۱
۲۲۔ ایضاً، ص ۴۵۴
۲۳۔ ایضاً، ص ۴۷۲
۲۴۔ ایضاً، ص ۴۶۶
۲۵۔ ایضاً، ص ۴۴۹
۲۶۔ ایضاً، ص ۴۵۳
۲۷۔ ایضاً، ص ۴۶۹
۲۸۔ ایضاً، ص ۴۸۲
۲۹۔ ایضاً، ص ۴۴۶
۳۰۔ ایضاً، ص ۴۷۱
۳۱۔ ایضاً، ص ۴۷۶
۳۲۔ ایضاً، ص ۴۷۰
۳۳۔ ایضاً، ص ۴۷۳
۳۴۔ ایضاً، ص ۴۵۵
۳۵۔ ایضاً، ص ۴۵۰
۳۶۔ ایضاً، ص ۴۶۳
۳۷۔ ایضاً، ص ۴۵۰
۳۸۔ ایضاً، ص ۴۶۷
۳۹۔ ایضاً، ص ۴۵۶
۴۰۔ ایضاً، ص ۴۵۶
۴۱۔ ایضاً، ص ۴۷۹
۴۲۔ سچل سرمست کی اُردو شاعری اور اُن کے نظریات کا جائزہ، سارہ خان، اُردو محفل، شائع سندھ ۲۱ فروری ۲۰۱۶
۴۳۔ ہفت زبان شاعر حضرت سچل سرمست، وادی مہران ایڈیشن، روزنامہ جنگ کراچی، ۱۴ مئی ۲۰۱۹

مآخذ

۱۔ نواز علی شوق، ڈاکٹر، حضرت سچل سرمست عظیم شاعر و مفکر شائع کردہ محکمہ ثقافت سندھ 'جولائی ۲۰۱۲ء
۲۔ لاشاری رشید احمد، سچل سرمست، محکمہ ثقافت حکومت سندھ کراچی جولائی ۲۰۱۳ء
۳۔ مہر خادم، ڈاکٹر، سچل سرمست کی شاعری پر انسان شناسی واریوں کیفیتوں محکمہ ثقافت حکومت سندھ کراچی ۲۰۱۴ء

۴۔ صادق محمد رامپوری حکیم مولانا، رسالو سچل سرمست، سندھ ادبی بورڈ جام شورو، حیدر آباد، سندھ ۲۰۱۲ بار سوم
۵۔ عبدالحق مولوی، انتخاب کلام میر، انجمن ترقی اردو پاکستان ۲۰۰۹
۶۔ راشدی وفا، ڈاکٹر، مہران نقش، مکتبہ اشاعت اردو کراچی ۱۹۸۴ء
۷۔ این میری شمیل، پریس فرام انڈس، سندھ ادبی بورڈ جام شورو سندھ ۱۹۸۴ء

اخبار و رسائل

۱۔ اردو محفل، فروری ۲۰۱۴ء
۲۔ روزنامہ جنگ کراچی، وادئ مہران ایڈیشن، مورخہ ۱۴ مئی ، ۲۰۱۹ء